رجسٹرڈ نمبر ا ے ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

سالانہ چندہ	۲
فی پرچہ	۲

[illegible]

جلد ۹ | کاکوری شنبہ ۱۶ جون سنہ ۱۹۴۲ء مطابق یکم جمادی الآخر سنہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۲

مزدور ہندوستان

(از وحید فاطمہ نسیم نواسی منشی اعجاز حسین علی مرحوم)

سامنے دیکھو وہ ایک مزدور ہو | مفلسی ہے سخت اور مجبور ہے
دیکھو کچھ ڈھلکا ہے اسکا تن | غم سے بیٹھا جا رہا ہے اسکا من
دوپہر ہے سخت لو ہے جل رہی | آگ سی یہ زمین ہے جل رہی
رنج و غم چہرے پہ ہے چھایا ہوا | ہے پسینہ دھوپ سے آیا ہوا
حال اس کا ہو گیا کیا تمام | بوجھ اٹھانے کی نہیں طاقت ذرا
بوجھ بھاری وہ نحیف و ناتواں | جسم میں آخر نہیں کیا اسکے جان
یہ ضعیفی اور مزدوری کرے | آہ وہ بھی چند پیسوں کیلئے
اک دفعہ پھر اس نے دیکھا اپنا حال | آ گیا پھر بھوکے بچوں کا خیال
خوب محبت کلفتوں پر چھا گئی | جسم میں پھر اسکے طاقت آ گئی
بوجھ اٹھائے دھوپ میں جاتے گئے | چند پیسے تب کہیں جا کر ملے
دیکھکر یہ مفلسی اور حال زار | آنکھ میں آتے ہیں آنسو بار بار
بے کس و لاچار اک انسان ہو | آہ یہ مزدور ہندوستان ہو

ہے دعا یہ رات دن اپنی نسیم
ہم کو اب رحم اے رب کریم

محبت!

ایوان قدس کے راستہ پر ایک شخص پابہ زنجیر جا رہا تھا وہ اظہار محبت کا مجرم تھا۔

حوروں کے دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ مجرم محبت ہوں —

ایک حور بول اٹھی —

دیوانے! اظہارِ محبت، محبت نہیں!

ہم نے اک روز بلبل سے پوچھا تھا محبت کسے کہتے ہیں؟

وہ شاخ گل سے گری تڑپی اور تڑپ کر مر گئی

(ساقی کاکوروی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | کاکوری سہ شنبہ ۱۶ جون ۳۲ء | نمبر ۲۴

نوجوانانِ وطن کی خدمت میں

ہم کو اس ڈاک سے اپنے ایک عزیز دوست کا خط ملا ہے جسکو ہم بجنسہ درج کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ ہمارے وطن کا نوجوان طبقہ کسی درد رکھنے والے دل کی دلدوز صدا پر اولین فرصت میں غور فرمانے کی زحمت گوارہ کریگا۔

"امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔ کاکوری اخبار مستقلاً پڑھتا ہوں اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس دور ابتلا میں آپ کا اخبار کو جاری رکھنا عجائبات میں سے ہے کیونکہ اس شدید گرانی کے زمانہ میں اخبار کا زندہ رہنا بجائے خود ایک کرامت ہے۔ لیکن تعجب اور حیرت اس امر پر ہے کہ قصبہ کاکوری جو کبھی علم و ادب کا گہوارہ تھا جہاں سعدی کاکوروی ہندوستان کے اولین شاعر نے جنم لیا تھا مشہور صوفی شاہ تراب نے قدم رنجہ فرمایا تھا منشی سجاد حسین ایڈیٹر اودھ پنچ مشہور طنز نگار نے آنکھیں کھولی تھیں۔ آج اس قصبہ کی ادبی افلاس کا یہ عالم ہے کہ کوئی مضمون نگار ایک سطر بھی صحیح اردو کی لکھ سکتے۔ حیرت پہ حیرت کہ پامال افسانے، بے ربط نظمیں تو آپ شائع کرتے ہیں اور اسکو کمال ادب تصور کرتے رہتے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا لیکن پھر بھی آپ جو مضامین شائع کریں انکی ادبی حیثیت اگر بلند نہیں تو پست نہ ہونا چاہئے آپ کے قصبہ کے ادیب سحر نگار منشی امیر احمد علوی صاحب بی۔ اے صاحب یادگار وغیرہ موجود ہیں اور انہیں کوئی شبہ نہیں کہ اس دور میں انکی ذات گرامی مغتنمات میں سے ہے آپ ان سے مشورہ کیوں نہیں کرتے، سال بھر میں مشکل سے ایک مضمون اخبار میں پڑھنے کے قابل ہوتا ہے۔ کاکوری میں شاعروں کا حلقہ حشرات الارض کی طرح وسیع ہوتا جاتا ہے جو یقیناً تباہی و گمراہی کا پیش خیمہ ہے آپ کو اس امر پر زور دینا چاہئے کہ عمدہ نثار پیدا ہوں، ملک کو شاعر سے زیادہ نثاری کی ضرورت ہے نثر میں ایسی شگفتگی پیدا کی جائے کہ شاعری کا لطف پیدا ہو۔ حیدر حسن مختر مرحوم تحسین الدین مرحوم کے بعد سے کوئی مضمون نگار ایسا نظر نہیں آیا جو میرے خیال میں ایک سطر بھی صحیح اور شگفتہ اردو لکھ سکتا ہو اور غضب یہ ہے کہ آپ قصبہ میں رہتے ہیں مخدوم شیخ سعدی کا مزار بھی اسی قصبہ میں ہے لیکن کبھی آپ نے ادبی یادگار کی حیثیت سے نوجوانان وطن کی توجہ اس امر کی طرف منعطف نہیں کرائی کہ سال میں کم از کم ایک دن مخصوص کرکے بزم مشاعرہ ہی منعقد کیجائے اور اس طرح اردو کے سب سے پہلے شاعر کی یاد کو تازہ کیا جائے یا اسیطرح آپکے قصبہ کے باکمال شاعر حضرت شاہ تراب قلندرؒ اور حضرت محسنؒ کے متعلق مضامین کا تقاضا کریں تو آپکی کامیابی ہو۔ آپ بھی تساہلی کرتے ہیں اور قصبہ کے نوجوان حسن آزادی کیساتھ قصر ذلت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں اسکو ٹھنڈے دل سے برداشت کر رہے ہیں۔ آپکے قصبہ کے نوجوان طبقہ میں جو خطرناک آزادی کی لہر پیدا ہو گئی ہے اسکا سدباب بھی آپ کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ ہمارے بچپن میں کوئی لڑکا ننگے سر نظر نہیں آتا تھا اب افسوسناک امر یہ ہے کہ نوعمر لڑکوں کی زیادہ تعداد فرنگی بال رکھے ٹیڑھی مانگ نکالے زنانی شکل بنائے بے نیازی و بیباکی سے گذرتے چلے جاتے ہیں اور بزرگوں کو سلام کی بھی تکلیف گوارہ نہیں کرتے۔ عوام پر بھی اس کا برا اثر پڑ رہا ہے اور آپ کی مرکزیت ختم ہوئی جاتی ہے کیا اس طرف بھی آپنے کبھی غور کیا؟ کیا آپ اصلاحی مضامین لکھکر اپنے قصبہ کے قدیم فخر کا معیار زندگی پیش نہیں کرسکتے؟ چند خوبصورت الفاظ میں کسی پارینہ داستان کو پیش کر دینا مضمون نگاری اور

ادارت کے فرائض کو پورا نہیں کرسکتا۔ آپ اصلاحی مضامین لکھکر سختی سے نوجوانان وطن کی بے راہ روی کو روکیے ورنہ خدانخواستہ وہ دن آجائے گا کہ شہری زندگی کے متعفن و گھنونے جراثیم آپکی قصباتی زندگی میں بھی اثر انداز ہو کر شرفا کی قدیم روح کو تباہ و تاراج کردینگے اس وقت آپ کو وجہ شکایت نہ ہوگی۔ معاف کیجئے گا آپکو بہت کچھ لکھ گیا لیکن واللہ قصبہ کے نوجوانوں کی بےحسی اور آپ حضرات کی تساہلی کو دیکھ کر بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ اصلاحی مضامین کا سلسلہ شروع کرکے کم از کم مجھکو رہین منت فرمائینگے"

خط کو متعدد بار ہم نے پڑھا ناچیز مدیر کی تساہلی کے متعلق اپنے قصور کا اعتراف ہے لیکن ہمارے عزیز کو علم نہیں ہے کہ فی زمانہ قصبہ کے حالات کچھ اس درجہ بدل گئے ہیں کہ اب کسی قسم کی روک ٹوک کو نوجوانان وطن پسند نہیں کرتے وہ ہر قیمت پر اپنی آزادی کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اصلاحات کی شدید ضرورت ہے جسکی جانب ہم اکثر اپنے اہل وطن کو متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

اب یوم سعدیؒ، یوم تراب اور یوم محسنؒ کے متعلق ہم انجمن اخوان الصفا کے کارکنان کو متوجہ کرتے ہیں اگر اس پرانی اور موقر انجمن نے کوئی قدم نہ اٹھایا تو آئندہ ہم اس سلسلہ میں کچھ تجاویز پیش کرنے کی جرأت کرینگے واقعی اس اہم فروگذاشت کی تلافی جلد از جلد ہونا چاہئے۔ دنیا میں پنپنے کی یہی صورتیں ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی صاحب کوئی مفید مشورہ دینگے تو اس پر غور و خوض کیا جائیگا۔ اب جہاں تک نوجوانوں کی آزادہ روش کی شکایت ہے ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں اور سختی سے اس جذبہ مسموم روش کی مذمت کرتے ہوئے اپنے نوجوانان وطن سے اپنی اصلاح کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور توجہ دلاتے ہیں کہ اس بے راہ روی سے انکے نامور بزرگوں پر حرف آتا ہے جنھوں نے ہر حیثیت سے اپنے کردار کو نمایاں و درخشاں رکھا اس سلسلہ میں ہم اپنے بزرگان وطن سے بھی مودبانہ عرض کرنے کی جرأت کرینگے کہ اگر وہ اس طرف کوئی موثر قدم اٹھائینگے تو ضرور اس کا اثر ہوگا۔

ہم اپنے عزیز دوست کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے یہ خط لکھکر قصبہ کی صحیح خدمت کی ہے اور ہم سب متوطنان کاکوری اُن کی اس بروقت اصلاحی مشورہ سے دل مشکور ہیں۔

جنگ کا تینتیسواں (۳۳) مہینہ

ڈھائی سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہے، دنیا میں نت نئی تبدیلی پیدا ہوتی جارہی ہے۔ لیکن جنگی اُفق پر اب تک سکون کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔ مخلوق خدا اس قہر الٰہی اور اسکے لوازمات سے خوفزدہ ہو کر جنگ کے خاتمہ کیلئے دست بدعا ہے۔ یہی ہاتھ جو ایک طرف رحمت کے طلبگار نظر آرہے ہیں، دوسری جانب انسانیت کی تخریب کے درپے ہیں قدرت بھی اپنا تماشہ دکھا رہی ہے۔ کہیں زلزلے آرہے ہیں تو کہیں طوفان باد و برق اپنا کرشمہ دکھا رہا ہے سطح ارض پر سکون ہے نہ زیر زمین عافیت حاصل ہوا میں اطمینان کی سانس لینے کا موقعہ ہے اور نہ پانی پر جینے کی ڈھارس بندھ سکتی ہے۔ غرضکہ ہر طرف عجب مایوسی اور ناکامیوں کا سامنا ہے۔ خدا کا "مقدس خاندان" سخت ترین آزمائش میں گرفتار ہے۔ دیکھنا ہے کہ وہ آنکھیں کیا دیکھیں گی جو خدا دکھائے گا۔ کیسے دماغ ہونگے جو اس پرآشوب دور کا قصیدہ سنائینگے اور کون لوگ ہوں گے جو "امن و صلح" کے بعد عالمگیر برادری اور مکمل آزادی کا نظام ہر چہار طرف قائم کرینگے —!!!

جنگ کے شعلوں نے آسام اور بنگالہ کو جھلسانا شروع کردیا ہے۔ حفاظتی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں پنڈت نہرو کا ساز جداگانہ ہے۔ گاندھی جی نئی مہم کا آغاز کیا چاہتے ہیں

گوپال اچاری نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے کی ٹھان لی ہے۔ متحدہ صوبہ کی کانگریس پارٹی نیا رنگ دکھا رہی ہے ہر خیال اپنی انتقام کی آگ کو الگ ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں۔ قائد اعظم کے حاشیہ نشین پاکستان سے بھی دو قدم آگے بڑھ چلنے کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ سب کو پسند ہے لیکن سرزمین ہندوستان جنت نشان کی حفاظت اور دشمن سے مقابلہ کے لئے کوئی عملی تجویز کسی طرف سے بھی پیش نہ ہو سکی۔ برطانوی تدبیر اور ہندوستان کی روائتی شجاعت کا تقاضا تو یہ تھا کہ مادر ہند کا ذرہ ذرہ اپنی چمک دمک سے آفتاب کی تمازت پیدا کرتا اور ظالموں کی آنکھوں کو چوندھیا کر دشمن کا منھ کالا کر دیتا ــــ!!

مئی کا آخری عشرہ اس جنگ کی ہولناکیوں میں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ مشرق قریب میں برطانوی افواج اپنی بےنظیر شجاعت کی داد دے کر جنرل الگزانڈر کی قیادت میں کامیابی کے ساتھ سرحد ہندوستان میں بخیر و عافیت واپس ہو چکیں۔ جنرل موصوف لائق صد مبارکباد ہیں جو انتہائی خوبصورتی کیساتھ اپنی بہادر فوج کو دشمن کے پنجہ سے چھڑوا لائے۔ یہ اسی سپہ سالار کا کارنامہ تھا کہ ہندوستان پر مسلط ہونے والی بلا نے اپنا منھ پھیر لیا اور وہ چین کی طرف پلٹ گئی۔ چینیوں نے حق رفاقت ادا کیا۔ جاپانیوں نے چینیوں کے خود مختار علاقہ پر ہر چہار طرف سے حملے شروع کر دیئے ہیں اور مارشل چیانگ کائی شک کے رشتۂ حیات کو منقطع کر کے چینی واقعہ کا ٹپلے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جو وسیع مشرق جنرل ٹوجو نے پیش کیا تھا۔ چینی اپنے مرض کا خود ہی علاج سوچ رہے ہیں۔ چینی آزادی کا ٹمٹماتا ہوا چراغ خاموش ہوتا جا رہا ہے۔ کیا عجب کہ اس کا آخری شعلہ "وسیع تر ایشیا" کے عرض و طول میں دوبارہ آگ لگا دے اور "ہماری ایشیا" کا خواب دیکھنے والوں کا نشہ ایسا ہرن ہو کہ ٹوکیو کے "گھرد مدون" کی خیر منانے کے لئے شب و روز ناقوس بجائے جائیں۔ مایا دیوی کی آرتی شروع کر دی جائے اور "تسو ریہ دیوتا" کا نمسکار ہر طرف نظر آنے لگے ــــ!!!

مشرق وسطیٰ میں بھی جنگ کی گرماگرمی رہی۔ جنرل ویول کو جدید رسد پہونچ گئی اور کارزار لیبیا میں بھی تند و تیز جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ اب دشمن کے رسالے برطانوی علاقہ میں بےجگری کے ساتھ آگے بڑھتے نظر آ رہے ہیں۔ سلسلۂ رسل و رسائل وسیع تر ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہی چیز موجودہ جنگ کے اعتبار سے ہمارے لئے مفید تر ہے۔ کسی جدید علاقہ پر قبضہ کرنا یا اپنے کسی علاقہ سے پسپائی آج کل کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے۔ اصل مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہونچایا جا سکے۔ ... ہمکو جنرل آکنلک اور انکے بہادر رسالوں پر ناز ہے کہ وہ دشمن کو اپنے ملک میں آنے کا موقعہ دے رہے ہیں اور اس طریقہ سے اسکو سخت ترین نقصان پہونچا رہے ہیں ــــ!!

روسی محاذ پر بڑی شدت کی جنگ جاری ہے۔ جرمنوں نے گرمائی مہم کا آغاز کیا۔ جزیرہ نما کیرچ پر لاکھوں جرمن سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور آسٹو کے مورچہ پر مستحکم اتحادی مورچہ قائم کر دیئے گئے۔ دشمن کی مجتمع قوت کو منتشر کرنے کے لئے دو نئے محاذ قائم کر دئے۔ بہادر نامور فرزند وطن مارشل ٹموشنکو نے دوبارہ نئی تاریخ لکھوائی اور خارکو کے ناقابل فراموش محاربہ میں دنیا کو بتلا دیا کہ روسی قوم اپنی بقا اور اتحادی آزادی کی جنگ میں دنیا کی کسی بہادر قوم سے پیچھے نہیں رہ سکتی۔ گو کہ خارکو کے علاقہ میں روسیوں کو بظاہر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قفقاز کے مورچہ مستحکم کرنے کا موقعہ روسیوں کو خوب مل گیا اور اس مقصد کی تکمیل کے بعد روسی ہائی کمانڈ کے حکم کی تعمیل کے لئے مارشل موصوف نے اپنی فوجیں ہٹا لیں اور اب دشمن کے زبردست حملہ کے مقابلہ کی تیاری کر رہے ہیں!!

برطانوی اور اتحادی ہوابازوں نے روز بار انگلستان سے

پرواز کر کے مقبوضہ علاقہ فرانس پر، اری کی جنوبی و مغربی جرمنی کے صنعتی خطوں پر دھواں دھار بموں کی بارش کی۔ وہ ہر بسکنی اور کولوں کے بڑے بڑے مرکزوں کو تباہی کا وہی منہ دیکھنا پڑا جو نتیجے برطانوی مزدوروں کو برمنگھم اور جنوبی انگلستان میں بھگتنا پڑا تھا۔ اوقیانوس اور بحر اٹلانٹک کی لڑائی کسیقدر مبہم تھی یہ نتیجہ تھا اس شاندار اتحادی قوت کا جو امریکن امداد کے بدولت حاصل ہوئی۔ کورل سی کی زبردست کامیابی کے بعد دشمن کے حوصلے پست ہو گئے۔ یو بوٹوں کی تعداد کمتر ہو گئی۔ ان کا جگہ جگہ پر کھوج لگایا گیا اور ایک ایک کر کے سمندر کی تہ میں پہنچا دی گئیں۔ گو کہ تجارتی قافلوں اور تیل لانے والے جہازوں پر اب بھی اکے دکے خطرناک حملے ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ نقصانات سابقہ نقصانات کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔

امریکن امداد اور قدرتی اسباب کا سہارا باقی رہا تو وہ دن زیادہ دور نظر نہیں آتا ہے جب دشمن کے منھ پر خاک پڑے گی اور وہ اپنی چوندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھے گا کہ سلطنت برطانیہ کے طول و عرض میں دوبارہ ہر وقت آفتاب چمکتا رہتا ہے۔!!

احمد محسن علوی تماشائی پرچنی ۳ جون ۴۴ء

درس ہدایت

مترجمہ ایچ۔ ایس۔ نگار عباسی صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسپر ایک ہندوستانی نے جو ہمارا ساتھی تھا یہ کہتے ہوئے اس کی بات کاٹی۔

تعجب ہے کہ ایک خاصا عقلمند آدمی ایسی بے تکی بات کہے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آگ کا ایک گولا پانی میں اترے اور پانی سے نہ بجھ سکے سورج سرے سے آگ کا بنا ہوا ہی نہیں یہ ایک دیوتا ہے جسکا نام دیوا ہے جو ہمیشہ اپنی سونے کی گاڑی میں جیرو کی سنہری پہاڑی کے گرد چکر لگایا کرتا ہے۔ کبھی کبھی بد باطن سانپ راگو اور کیتو دیوتا پر حملہ کرتے ہیں اور اسے نگل جاتے ہیں اور تمام زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ مگر ہمارے ہاں کے پجاری دیوتا کی رہائی کی دعا کرتے ہیں۔ اور اسے دوبارہ آزادی مل جاتی ہے۔ صرف تمہارے ایسے جاہل جو کبھی اپنے جزیرے سے باہر نہیں گئے ہیں خیال کر سکتے ہیں کہ سورج صرف انہیں کے ملک پر چمکتا ہے۔

پھر ایک مصری جہاز کا مالک اپنی باری میں بولا۔ سورج ایک دیوتا نہیں ہے اور صرف ہندوستان اور اسکی سنہری پہاڑی کا چکر نہیں کرتا۔ میں نے بحیرہ سیاہ پر جہاز رانی کی ہے اور عرب کے ساحل پر بھی رہا ہوں۔ میں نے مڈغاسکر اور فلپائن بھی دیکھے ہیں۔ سورج ساری دنیا کو روشن کرتا ہے نہ کہ صرف ہندوستان کو۔ یہ ایک ہی پہاڑ کے گرد چکر نہیں کرتا۔ بلکہ دور دراز جزیرہ جاپان کے مشرق میں طلوع ہوتا ہے اور دور...... دور دراز ...... مغرب میں انگلینڈ کے جزیرہ سے بھی دور پر غروب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جاپانی اپنے ملک کو نِپن یعنی سورج کی جائے پیدائش کہتے ہیں۔ مجھے یہ سب معلوم ہے کیونکہ مجھے کافی تجربہ ہے اور میں نے اپنے دادا سے جس نے مصر کے سمندر کے دوسرے کنارے تک سفر کیا تھا بہت کچھ سنا ہے۔"

وہ کہتا چلا جاتا مگر ہمارے جہاز کے ایک انگریز ملاح نے اسے ٹوکا اور کہا "کسی دوسرے ملک کے لوگ سورج کے متعلق اتنا کچھ نہیں جانتے جتنا ہمارے انگلستان میں ہر شخص جانتا ہے کہ سورج کسی جگہ سے نہیں نکلتا اور کسی جگہ غروب نہیں ہوتا۔ یہ ہمیشہ زمین کے گرد گھومتا رہتا ہے ہمیں اسکا مکمل یقین ہے۔ کیونکہ ہم نے زمین کے گرد اگرد سفر کیا ہے اور کہیں بھی سورج سے ٹکر نہیں کھائی جہاں کہیں بھی ہم گئے سورج صبح کو طلوع ہوا اور شام کو غروب۔ بالکل اسیطرح جیسے یہاں انگریز نے ایک لکڑی لی اور ایک دائرہ بناتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کی کہ کسطرح سورج زمین کے گرد چکر لگاتا ہے۔ مگر وہ اسے آسانی سے سمجھا نہ سکا اور ہمارے ہم سفر۔ ایک ہوا باز کی طرف اشارہ کر کے کہا "یہ شخص مجھسے

زیادہ جانتا ہے اور اچھی طرح سمجھا سکتا ہے۔"

ہوا باز جو ایک سمجھدار شخص تھا غور سے ان سب کی گفتگو سن رہا تھا۔ جب اس سے بولنے کے لئے کہا گیا تو سب آدمی اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس نے کہا "تم سب ایک دوسرے کو دھوکہ دے رہے ہو اور غلط راستے پر لیجا رہے ہو سورج زمین کے گرد چکر نہیں کرتا۔ زمین سورج کے گرد چکر کرتی ہے اور ساتھ ساتھ خود بھی اپنے محور پر گھومتی جاتی ہے اور چوبیس گھنٹے کے دوران میں نہ صرف سماترا، جاپان اور فلپائن بلکہ افریقہ امریکہ ایشیا اور یورپ میں بھی روشنی ہوتی جاتی ہے۔ سورج کسی ایک پہاڑ کے لئے نہیں چمکتا۔ نہ ہی کسی ایک جزیرے یا ایک سمندر کے لئے۔ نہ ہی ایک دنیا کے لئے۔ بلکہ ہماری دنیا کے ساتھ ساتھ اور سیاروں کو بھی روشن کرتا ہے اگر تم بجائے اپنے قدموں کے نیچے کی زمین دیکھنے کے آسمان کی طرف نظر کرو تو ممکن ہے کہ تم سب کے سب اسے سمجھ سکو اور آئندہ یہ نہ سمجھو کہ سورج صرف تمہارے ملک کے لئے چمکتا ہے۔

"یہی حالت مذہب کی ہے" چینی بھائی نے جو کنفیوسیس کا شاگرد تھا کہنا جاری رکھا۔ "یہ غرور ہی ہے جس کی وجہ سے لوگ سورج کی طرح خدا کے بارے میں بھی غلطی کرتے ہیں۔ ہر شخص اپنے لئے ایک الگ خدا چاہتا ہے۔ یا کم از کم ایک خدا ملک اور وطن کے لئے۔ ہر شخص اس کی پرستش اپنی خاص عبادت گاہ میں کرنا چاہتا ہے۔ جو تمام دنیا سے زیادہ طاقتور اور قادر ہے کیا کوئی عبادت گاہ بھی اس عبادت گاہ کا مقابلہ کر سکتی ہے جو خود خدا نے تمام بندوں کو ایک راستے پر چلانے کیلئے بنائی ہے؟ تمام انسانی عبادت گاہیں اسی عبادتگاہ کے نمونے پر بنی ہیں جس پر خدا نے اپنی دنیا بنائی ہے۔ ہر عبادتگاہ میں سجدہ گاہ۔ چھت فرش۔ تصویریں۔ چراغ۔ نقشے۔ قربانیاں قربانگاہیں۔ طریقے قوانین اور پجاری ہوتے ہیں۔ مگر کیا کسی عبادت گاہ کا سامنے کا حصہ سمندر سے بہتر ہے؟ کوئی چھت آسمان سے یا کوئی چراغ سورج چاند اور تاروں سے کوئی تصویر زندہ رہنے والی، محبت کرنے والی اور ہمدرد انسانی تصویروں سے زیادہ اچھی ہے؟

کیا کسی جگہ خدا کی عنایت اور مہربانی کی اتنی مکمل مثالیں موجود ہیں۔ جیسی کہ خود دنیا کے بسنے والے انسانوں میں؟ کیا کوئی قانون کی کتاب اس قانون سے بہتر ہے جو انسان کے دل پر لکھا ہے؟ اور کیا کوئی قربانی ایسی ہے جو اس ایثار کی برابری کر سکے جو محبت کرنے والے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے لئے کرتے ہیں؟ یا کونسی قربان گاہ ایسی کسی رحمدل اور نیک مرد یا عورت کے دل سے بہتر ہے جس کی قربانیاں خود خداوند تعالےٰ قبول فرماتا ہے؟

جتنا زیادہ کوئی شخص ایثار کرتا ہے اتنا ہی وہ خدا کو سمجھنے لگتا ہے اور جتنا زیادہ وہ خدا کو سمجھتا ہے اتنا ہی خدا سے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ اسکی خوبیوں کی تقلید کرتے ہوئے اور اسکے رحم اور محبت کی مثال لیکر جو وہ آدمیوں سے کرتا ہے انسان بہترین انسان بن سکتا ہے۔ اس لئے جو شخص سورج کی پوری روشنی سے دنیا کو منور ہوتے ہوئے دیکھتا ہو اسے چاہیئے کہ دوسرے اشخاص کو جو بھی یا کمزور عقیدہ کے ہیں حقیر سمجھنے کی بجائے انکی مدد کرے۔ کیونکہ وہ بھی تو اپنے بتوں کے وسیلے سے اسی روشنی کی ایک شعاع دیکھتے ہیں جو ساری دنیا کو منور کر رہی ہے۔ اور اسے یہ بھی نہ چاہیئے کہ اس اندھے کو برا کہے جو روشنی نہیں دیکھ سکتا اور اس پر عقیدہ نہیں رکھتا۔"

اس طرح چینی بھائی نے تقریر کی جو کنفیوسیس کا شاگرد تھا اور سب لوگ جو قہوہ خانے میں موجود تھے خاموش رہے اور آئندہ کسی نے اس بات پر بحث نہ کی کہ کسکا دین سب سے اچھا ہے۔

وطن کی خبریں

سنشا:۔ اعزہ و احباب و دیگر اہل وطن سے جو باہر ہیں خوا وطن میں گزارش ہو کر اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات فوراً روانہ کرکے مشکور کریں۔ ایڈیٹر

موسم:۔ ابکی موسم بہت سخت رہا۔ ۹ بجے صبح سے شدید لو چلنے لگتی ہے۔ جس کا سلسلہ اکثر رات تک جاری رہتا ہے۔ کئی راتیں نہایت کرب و بےچینی سے گذریں۔ گذشتہ عشرہ میں دن کو دھوپ اس قدر سخت ہوئی کہ الامان والحفیظ۔ اس سال جیسی گرمی پڑی ہے کہا جاتا ہے کہ مدتہائے دراز کے بعد ایسا سخت موسم ہوا ہے۔ کئی دن سے عموماً فضا برابر گرد و غبار چھایا رہتا ہے۔ آندھیاں بھی کئی دن روزانہ آئیں جس کے بعد خفیف بوندا باندی بھی ہوئی لیکن لو میں کمی نہیں ہوئی بلکہ جو جھونکا ہوا کا آتا ہے وہ بھی جسم کو جھلسا دیتا۔ درجۂ حرارت ۱۱۰ ڈگری سے زاید تھا۔

آم اب بازار میں بکثرت آنے لگا ہے لیکن ابھی مزہ پر نہیں ہے۔ لو و دھوپ سے جھلسے ہوئے آم بازار میں آتے ہیں۔ آندھیوں نے اور شدید لو و دھوپ نے آم کی فصل کو تقریباً ختم کر دیا۔

آب ہوا:۔ کوئی خاص شکایت نہیں سُنی گئی۔ البتہ لو لگنے سے بعض لوگوں کو بخار آنے کا حال معلوم ہوا ہے۔

میلاد شریف:۔ ۸ جون بروز دوشنبہ مولوی مجتبیٰ علے عباسی (قاضی گوپی) کی ملازمت کے مستقلی کی سلسلہ میں تقریب ہوئی اور برادری کی بیویاں جمع ہوئی تھیں اور شام کو محفل میلاد برپا ہوئی اور حاضرین کو لڈوؤں کا حصہ تقسیم کیا گیا اور گھر دلہ پر مرداسنے حصے اعزہ کے یہاں بھیجے گئے۔

نتائج امتحانات:۔ حسب ذیل طلبہ و طالبات کے امتحانات میں کامیابی کی اطلاع ملی ہے۔ ہم اپنے وطن کے شوقین طلبہ و طالبات کو پرخلوص تہنیت و تبریک پیش کرتے ہوئے آئندہ بھی اُنکو کامیابیاں حاصل کرنے کی دعا کرتے ہیں:۔

(۱) سید محامد علی عباسی، ایچ، سی، ایس، (محلہ قلعہ) جو پنجاب حکومت آصفیہ محکمہ فینانس کی اعلیٰ ٹریننگ کے لئے ایک سال کے واسطے لاہور گئے تھے اور گذشتہ موسم سرما میں لاہور سے واپس آکر حیدرآباد اپنی خدمت مددگار صدر محاسبی پر گئے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ پنجاب سے جو رپورٹ اُن کے متعلق حیدرآباد بھیجی گئی ہے اس میں مضامین میں اعلیٰ نمبروں کے ملنے کے علاوہ نہایت شاندار الفاظ میں اُن کی قابلیت کی تعریف کی گئی ہے۔

(۲) طیبہ خاتون بنت خانصاحب مولوی حسام الدین صاحب (محلہ کشش تلہ) نے گذشتہ سال سینیر کیمبرج کا امتحان اعلےٰ نمبروں سے پاس کیا تھا اور انگریزی و حساب و جغرافیہ میں آنرز اور اُردو میں ڈسٹنکشن ملا تھا صرف چند ماہ کی پرائیویٹ طیاری کے بعد اس سال ناگپور یونیورسٹی سے ایف۔ اے کا امتحان درجۂ دوم میں پاس کیا ہے۔ اب ڈگری کی تعلیم کیلئے ازابیلا تھوبرن کالج لکھنؤ میں ماہ جولائی ۱۹۳۲ء سے داخلہ کا ارادہ ہے۔

(۳) سرور الدین علوی و افضال احمد علوی و غلام مرتضیٰ عثمانی و عبد القدیر و بشیر احمد صدیقی (ایف۔ اے فائنل)

(۴) مس سعیدہ بانو عباسی بنت شیخ انیس احمد عباسی۔ ایف۔ اے (سال اول)

(۵) توقیر الدین علوی و عشرت علی علوی و ابرار الحسن (مس حسن آرا آزاد عباسی ہائی اسکول فائنل) (مس حسن آرا آزاد عباسی نے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ سے ہائی اسکول کا امتحان اول درجہ میں پاس کیا ہے اور یونیورسٹی کے تمام طلبہ و طلبات میں اول آئی ہیں)

واپسی از وطن:۔ مولوی حنیف الدین علوی و منشی خلیق احمد علوی تعطیلات گرما کو ختم کرکے اپنے مستقر و بیجاپور (دکن) اور بمبئی واپس گئے۔ حاجی شفیق احمد علوی اور منشی عبد الرحمٰن

علوی بی اے اپنی رخصتوں کے ایام پورے کرکے اپنی جائے ملازمت رامپور و گوڑہ روانہ ہو گئے۔

صحت و تندرستی :۔ (۱) اورنگ آباد (دکن) کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ میر نذر علی علوی قدد کی چھوٹی بچی جسکو دوبارہ خسرہ نکلنے اور شدید بخار آنے کی اطلاع درج ہوئی تھی اب معلوم ہوا ہے اچھی ہے۔ کمزوری بتدریج رفع ہو رہی ہے۔

(۲) چودھری محمد طیب کو اب بخار نہیں ہے اور طبیعت بفضلہ چاق ہے۔

(۳) شیخ محمد ایوب علوی صاحب کو ضعف بتدریج رفع ہو رہا ہے۔ کئی دن ہوئے کچھ لُو کا اثر ہو گیا تھا۔ ایک شبانہ روز بخار بھی رہا اب بفضلہ اچھے ہیں۔

علالتیں :۔ (۱) مولوی ضیاء الدین حیدر کو ورم جگر کی شکایت کے ساتھ تنفس کی بھی تکلیف ہے اور حکیم معالج نے ضعف قلب بھی تجویز کیا ہے۔ اختلاجی دورہ بھی اکثر ہو جاتا ہے اور تنفس کی وجہ سے نیند بھی کم آتی ہے ضعف شدید ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو صحت عاجلہ کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) منشی محمد جواد علوی کے ضعف و نقاہت میں کمی محسوس ہوتی ہے۔ گذشتہ مہینوں کے بعد سوداویت بڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے تمام جسم میں سیاہ سیاہ دھبے سے پڑ گئے تھے اور خشکی بھی محسوس ہوتی تھی۔ طبیب معالج نے نسخہ میں ترمیم کر دی ہے جس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے اور اختلاجی کیفیت میں بھی سکون بتاتے ہیں۔ ہاتھ پیر میں کافی جنبش ہے انشاء اللہ ضعف رفع ہونے کے بعد اصلی مرض فالج کے اثرات زائل ہو جائینگے۔ ہم منشی صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دست بدعا ہیں۔

(۳) سُنا گیا ہے کہ اورنگ آباد (دکن) میں حکیم حافظ محمد احمد علوی کے سالے منشی اعجاز احمد ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا ہو گئے خدا کرے اس درمیان میں طبیعت صاف ہو گئی ہو۔

متفرقات :۔ (۱) معلوم ہوا کہ شیخ نصرت علی قدوائی حاکم پرگنہ ملیح آباد، ٹاؤن ایریا کے تشخیص ٹیکس کی عذرداریوں کی سماعت کے لئے گذشتہ عشرہ میں کاکوری آئے تھے۔ جن لوگوں کے عذرات معقول پائے گئے اُن پر ٹیکس کم کر دیا گیا اور جو لوگ کافی ثبوت اپنی آمدنی وغیرہ کا نہ دے سکے اُن پر ٹیکس مجوزہ کمیٹی ٹاؤن ایریا بدستور قائم رکھا گیا۔ بعض لوگوں کی عذرداریوں کی سماعت لکھنؤ میں ہونا طے کیا گیا۔

(۲) گذشتہ ہفتہ میں ایک کھنڈر میں ایک نوزائیدہ بچہ کی لاش بورے میں لپٹی ہوئی پائی گئی جسکو جانوروں اور کتوں نے خراب کر دیا تھا۔

(۳) ۴، ۵، رجون کی درمیانی شب میں مسمی آلہی ... کنجڑہ (کوٹھی ٹولہ) کے یہاں نقب زنی کے ذریعہ سرقہ کی واردات ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ چور کافی مال و متاع غریب آلہی کے یہاں سے لے گئے۔

(۴) اطلاع ملی ہے کہ منشی نقی علی علوی عقد کے بعد دو ہفتہ اورنگ آباد میں قیام کرکے عروس کو لیکر معہ اپنی والدہ محترمہ کے اپنے مستقر پر ۳۰ رمئی کو اورنگ آباد سے روانہ ہو گئے تھے۔

(۵) معلوم ہوا ہے کہ ۱۰ رجون کو منگل کی بازار میں بعض خریداروں اور بنیوں کے درمیان کچھ جھگڑا ہو جانے کی وجہ سے مقامی بنیوں نے اپنی دوکانیں بند کر دی تھیں۔ ختم بازار کے بعد دوکانیں کھل گئیں اور کوئی طوالت نہیں ہوئی۔

تصحیح :۔ گذشتہ اشاعت میں میر نذر علی علوی قدد کی بڑی صاحبزادی کے عقد کی خبر درج ہوئی تھی جسمیں تاریخ غلط ہو گئی ہے۔ ناظرین صحیح کر لیں ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۴ رمئی ۱۹۴۲ء روز جمعہ

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے دیہائی رقبہ کے لئے ۱۲ رجون سے حسب ذیل نرخ مقرر کیا ہے۔

گیہوں نمبر اول	۷ سیر (تھوک)	۶ سیر ۱۲ چھٹانک (خوردہ)	
” ” دوم	۷ سیر ۴ چھٹانک (تھوک)	۷ سیر	(خوردہ)
چنا نمبر اول	۹ سیر ۴ چھٹانک (تھوک)	۹ سیر	(خوردہ)
” نمبر دوم	۹ سیر ۱۰ چھٹانک (تھوک)	۹ سیر ۴ چھٹانک (خوردہ)	

(باہتمام سید توسل حسین یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ چھپوا کر سید محمد مشیر الدین نے دفتر کاکوری اخبار، مولوی محلہ دلال ملی، کاکوری سے شائع کیا)